شماره ۱۵۱ زبان اردو اهدائی مقام معظم رهبری
به کتابخانه مرکزی آستان قدس رضوی

باسمه تعالی

فهرستبرگه منابع چاپ سنگی - اداره مخطوطات

شماره ثبت:	۳۸٦٤۸
رده‌بندی دیویی:	۸۹۱/٤۳۹۱۲ م ۸۳۲ ۱۹۱۰
سرشناسه:	مور، تامس، ۱۷۷۹ - ۱۸۵۲ م.
عنوان قراردادی:	
عنوان:	مثنوی لالیت آف حرم یعنی مشهور و معروف انگریزی ... لاله رخ
تاریخ کتابت:	
محل نشر:	لکهنو ناشر: مطبع نول کشور تاریخ نشر: ۱۹۱۰م.
صفحه شمار:	٤٦ ص. مصور☐ درسی☐ گراور یا افست☐
زبان:	اردو ابعاد: ۱۴×۲۲ نوع خط: نستعلیق
روش تهیه:	وقفی☐ اهدایی☑ خریداری☐ ارسالی☐
توضیحات:	مقام معظم رهبری تاریخ ثبت: اسفند ۱۳۷۶
یادداشتها:	عنوان دیگر: لاله رخ
موضوع(ها):	۱. شعر اردو - قرن ۱۶ ق. ۲. شعر اردو - ترجمه شده از انگلیسی.
شناسه(های) افزوده:	الف. نادر علیخان صاحب، مترجم. ب. خامنه‌ای، علی، رهبر جمهوری اسلامی ایران ۱۳۱۸ - ، معدالتقدیم. ج. عنوان.

۸۹۱/۴۳۹۱۲
م ۸۳۲ م

آستان قدس
کتابخانه مرکزی آستان قدس رضوی
اسم کتاب مثنوی افسانه لاله‌رخ (لایت آف حرم)
مصنف
مؤلف نادر علی خان صاحب
خطی
چاپی مطبع منشی نولکشور لکهنو
سال چاپ یا تحریر ۱۹۱۰ م عدد اوراق
جزء کتب اردو شماره خصوصی
شماره عمومی ۳۱۹۰۸ شماره قبض
واقف مقام معظم رهبری تاریخ وقف اسفند ۷۶
طول عرض شماره صفحات

مطبع منشی نولکشور لکهنو مین چهپی
سنه ۱۹۱۰ع

کتابخانه مرکزی آستان قدس رضوی
شماره ثبت موقت ۳۱۹۰۸

۸۹۱/۴۳۹۱۲
م ۸۳۲ م

شمارہ ۱۵۱ در اردو
اهدائی بتمام معظم رهبری
به کتابخانه مرکزی آستان قدس رضوی

مثنوی

لایٹ آف حرم

یعنی

مشہور و معروف انگریزی فسانہ

لالہ رخ

مصنفہ

سرآمد شعرا سر ٹامس مور صاحب (لندن)

کی آخری مثنوی

لایٹ آف دی حرم

کا ترجمہ اُردو نظم مین

ازجناب منشی نادر علیخانصاحب نادر

کاکوروی لکھنوی

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپی

سنہ ۱۹۱۰ء

CENTRAL LIBRARY OF ASTAN QUDS
FOREIGN BOOKS اردو
NUMBER ۱۰۱۰
DATE ۷۹ تر

کتابخانه مرکزی آستان قدس رضوی
شماره ثبت موقت ۳۱۹۰۸

۲۷۶
۱۲۱

فہرست مضامین لائٹ آف حرم

نمبر شمار	خلاصہ مضامین	ہندسہ صفحہ	نمبر شمار	خلاصہ مضامین	ہندسہ صفحہ
۱	نغمہ تمہید	۱	۱۱	نورمحل کا حسن	۱۶
۲	لالہ زار کشمیر	۳	۱۲	جہانگیر کا عتاب	۲۰
۳	کشمیر کی شام	۵	۱۳	نورمحل کی جلاوطنی	۲۱
۴	کشمیر کی رات	۶	۱۴	نورمحل کی دایہ	۲۲
۵	کشمیر کی صبح	؍؍	۱۵	منتر	۲۵
۶	کشمیرون کے وقت	۷	۱۶	دعوت گل کا دوسرا جلسہ	۳۳
۷	دعوت گل	۸	۱۷	برقعہ پوش عربن	۳۶
۸	دعوت گل دھوم دھام	۱۱	۱۸	بزم نغمہ و شراب	۳۷
۹	نورمحل اور جہانگیر	۱۳	۱۹	صفائی اور خاتمہ	۴۳
۱۰	نورمحل کی گستاخی	۱۵			

نغمۂ تمہید

صریرِ کلکِ شاعر سے دمِ تحریر ہے پیدا
سرور افزا۔ نشاط انگیز نغمہ اور وجدانی
یہ نغمے خامشی سے اُٹھکے ہر گوشہ سے دُنیا کے
غذائے روح بنتے ہین پئے تفریحِ انسانی

تکلّم سے جو ہے بحرِ ہوا مین اک تموّج سا
چلا جائیگا وہ ساحل بہ ساحل یونہی صدیونتک
قدامت کی صدائین اب بھی ہین موجود اور یونہی
رہین گی تا قیامت جائین گی کانونسے کانونتک

بھیانک چیخین دردانگیز نالے قہقہے نغمے
یہ آوازین ہمارے کانمین مِل جُل کے آتی ہین
اگرچہ دور تر دیرینہ تر ہین اُن مین آوازین
وہی دلچسپ تر ہین اور ہمارا دل لُبھاتی ہین

شفق گون اے گھٹاؤ! اور اے بکھرے ہوے تارو!
تم اتنے خوشنما کیون ہو تمھاری صرف دوری ہے
نمائش چاہتی ہو تم تو اے دنیا کی آوازو!
تمھارا دور تر دیرینہ تر ہونا ضروری ہے

غرض دلچسپ ہین یہ دور کی دیرینہ آوازین
نشان ملتا ہے اِنسے ہمکوہ اُن بے نشانون کا
کہ جنکی ذات پر تھا حصر دیرینہ زمانہ مین
ترقی کا تمدن کا۔ مذاقون کا۔ زبانون کا

اُنھین آوازون مین ہے ایک ٹامس مور کا نغمہ
ہمارے کان تھے نا آشنا جس کے ترنم سے
مگر اب وہ سُنائی دے رہا ہے صاف تر کتنا
مرے طرزِ بیان سے۔ میرے اندازِ تکلم سے

اگر تم خاک بھی مرحوم کی ڈھونڈھو نپاؤ گے
مگر گونجی ہوئی اک بازگشت آواز باقی ہے
سنو تارِ تموج پر ہوا کے کان رکھکر تم
وہ نغمہ اُن کا باقی ہے وہ اُنکا ساز باقی ہے

لائٹ آف دی حرم

خمخانہ مین میرے جشنِ احباب رہے
محفل مین مری دَورِ مےِ ناب رہے
ایسا اک باغ مین لگا جاؤن کہ وہ
پھولے پھلے اور ہمیشہ شاداب رہے

نادر

"لالہ زار کشمیر"

ساقی ہان جلد بھر کے لا پھول — دعُوت پھولونکی ہے پلا پھول
آہا کیا ذائقہ ہے اسکا — کتنا اچھا مزہ ہے اسکا
اور اک ساغر ابھی پلانا — بس۔ اب کاغذ قلم منگانا
دکھلاؤن بہارِ غیرِ معمول — برسادون آج پھول ہی پھول
کشمیر کا ہے گلاب مشہور — وہ کچھ ایسا بہت نہین دُور
چُن چُنکے وہان سے پھول لاؤن — ڈالی آگے ترے لگاؤن
کس شہر کا نام یاد آیا — یہ کون مقام یاد آیا

؎ دعوتِ گل۔ اُس تقریب کی طرف اشارہ ہے جس پر اس مثنوی کا پلاٹ ہے جیسا کہ آگے چلکر ظاہر ہوگا۔
؎ کشمیر کے پھول مشہور ہین اور کشمیر کا گلاب نہایت خوشرنگ اور خوشبودار ہوتا ہے۔

پھولونکی زمین ہین جسکو کہتے   فردوس بریں ہین جسکو کہتے
پھرتا وہ سواد ہے نظر مین   ابتک ہے وہ نقشہ میرے سر مین
وہ دُور سے شہر کا نظارا   کتنا دلچسپ اور پیارا
گھنٹون دیکھا کیا کھڑا مین   محوّیت مین بت بنا ہوا مین
تھا وہ لائٹ نگہ کا گویا   لیول لیتا تھا اون چھتونکا
اونچی وہ عمارتین بتدریج   اُٹھتی ہوئی وہ چھتین بتدریج
شیوالون کے وہ کلس سنہرے   وہ مسجدین اور وہ منارے
اُنکے اوپر پہاڑ سر سبز   دیکھے سے جنکے ہو نظر سبز
اُنپر وہ چوٹیان برف کی   کھلتی ہین آسمان مین کیسی
یہ سارا الداؤ ایک پر ایک   ہے تا بہ سپہر نیلوفر ایک
گویا زینہ ہے آسمان تک   چڑھ جائے نگاہ تا وہان تک
آہا طرفہ بہار دیکھو   وہ دیکھو۔ وہ آبشار دیکھو
چشمہ کوئی چھلک رہا ہے   کیسا پانی چمک رہا ہے
سرخی یہ شفق کی کہ رہی ہے   چادر سونیکی بہہ رہی ہے
آہا۔ اب ہمکو یہ کھلا بھید   لو ہوگیا آسمان مین چھید
اور ہے جو محیط اسطرف نور   پھوٹ آیا ہے مثلِ جلوہ طور
لیکن یہ بات بھی نہین ہے   کوٹھے پہ کوئی نازنین ہے

پھولون کی زمین (Flowery-land) دراصل ملک چین کا شاعرانہ نام ہے لیکن چونکہ کشمیر بھی پھولونکے لحاظ سے اپنا آپ نظیر ہے اور تبت و چین سے ملا ہوا ہے لہذا اسکو بھی اس نام سے لکھنا بیجا نہین ہے۔ نادر

ماتمی اوڑھے ہوئے وہ شالہ   مُنھ اور بدن چھپائے اپنا
صرف آنکھین کھلی ہوئی ہین جیسے   دریا اشکون کا بہہ رہا ہے

کشمیر کی شام

اور شام کو شہر کا نظارا   کتنا بھلا کسقدر پیارا
سورج کا سوئے غروب جانا   اور ڈوبتے ڈوبتے ڈوب جانا
وہ منظرِ شہر عرش منزل   آئینہ وہ جھیل کا مقابل
پانی مین وہ اُسکا عکس آہا!   معلوم یہ ہوتا ہے کہ گویا
کوئی دولھن نئی نویلی   کوٹھے پر ہے کھڑی اکیلی
خوش ہوکے لجاکے اپنے جی مین   مُنھ دیکھ رہی ہے آرسی مین
ہر چیز پہ محویت کا عالم   ہر شئے سے خوشی کا خیر مقدم
مُنھ باندھے کہین کھڑی ہین کلیان   غنچے ہین کہین یہ نیم خندان
اور مالنین گیت گا رہی ہین   بیٹھی گجرے بنا رہی ہین
اللہ اکبر کی پاک آواز   کرتی ہے مسجدونسے پرواز
شیوالونمین بے اصول گھنٹے   اپنی دُھن مین الگ ہین بجتے
مل جلکے یہ مختلف صدائین   اِسوقت کچھ ایسی آرہی ہین
جیسے کوئی طائفہ زنانا   جو ہندوستان مین ہو سب سے اچھا
محفل مین بن سنور کے آئے   اور وہ گھونگھرو[1] بجاکے گائے

[1] گھونگھرو بجاکے گائے۔ ٹامس مور مرحوم نے اس موقع پر طائفہ کا کمر مین گھونگھرو باندھکر ناچنا نظم کیا ہے لیکن چونکہ کمر مین گھونگھرو باندھ کر ناچنے کا رواج بظاہر ہندوستان مین پایا نہین جاتا اور غالباً کشمیر مین بھی نہو لہذا کمر کی لفظ ترجمہ مین نہین رکھی گئی۔ نادر

کشمیر کی رات

پھر رات کا لطف چاندنی مین — وہ شہر کا روپ روشنی مین
جب چاندنی اِسطرح ہو پڑتی — جیسے چاندی کی ٹھنڈھی قلعی
ہے محلون باغون وادیونپر — دریا صحرا پہ گھاٹیون پر
اور جب جھرنونکا صاف پانی — رہ رہ کر یون کرے روانی
جیسے کوندھا کوئی لپک جائے — تارا کوئی ٹوٹ کر چمک جائے
بلبل کا نغمہ خوش آیند — ٹاپو سے چار کےؔ ہو جب بند
آہٹ سے شور سے ہنسی سے — پانوٗن کی چاپ سے کسی کے

"کشمیر کی صبح"

پھر تڑکے نور کے گجر دم — جب تارونکی روشنی ہو مدہم
مشرق کیطرف سے کچھ سپیدی — زردی مائل خفیف ہلکی
اک گوشہ مین صرف نور اُسکا — باقی ہر چار سو اندھیرا
بڑھتا جائے وہ نور ہردم — ہوتا جائے وجود عالم
پہلے وہ پہاڑ پھر منارے — شیوالے اور مکان سارے
پھر سڑکین کوچے صحن گلشن — رفتہ رفتہ ہون ایسے روشن
سورج دیوتا نے اُنکو گویا — یون از سرِ نو کیا ہے پیدا
جیسے زچہ خانون مین چمن کے — پھولونکے رحم مادری سے

ؔ Isle of Chenars کشمیر کی جھیل مین چند چھوٹے چھوٹے جزیرے نہایت شاداب اور پھولون سے لدے ہوئے واقع ہین۔ انھین جزائر مین سے ایک کا نام چنار ہے۔

پیدا ہوتے ہین طایرِ بو — اور اوڑتے ہین چمن مین ہر سو
ہر صبح اِسی طرح یہ جلوا — سورج کے بطن سے ہے پیدا
بادِ سحر اپنی شوخیون سے — معشوقانہ شرارتون سے
ہر شاخ کے دھول مارتی ہے — جھک جھک کے وہ زد بچارہی ہے

کشمیر دنکے وقت

جب قلۂ کوہ سے سوے شرق — سورج کہتا اُوٹھے انا البرق
چمکے اس شان سے کہ کوئی — لہراتا ہے پرچمِ شعاعی
وہ کوہ کا منظرِ نگارین — سورج کی وہ شعاعِ زرّین
اک چتر ہے تخت پر زر افشان — اجلاسِ حضرتِ سلیمانؔ
اُسوقت کا کچھ نہ حال پوچھو — اپنی آنکھون سے جا کے دیکھو
صد برگ کے پھول کا یہ عالم — تتّی تتّی پہ اُس کے شبنم
اور پتیان یون چمک رہی ہین — گویا کرنین لگی ہوئی ہین
ہر غنچے سے پھوٹتی ہے خوشبو — ہر ذرّے سے اُڑ رہے ہین جگنو
یہ راتین ہین اور یہ دن وہانکے — ذرّے خورشید ہین جہانکے
لیکن کوئی دن اور کوئی رات — کوئی فصل اور کوئی برسات
ایسی نہ تھی جیسی آج کل ہے — گھر گھر دھومین ہین اور چہل ہے

ؔ کشمیر کے شرقی سمت ایک بلند پہاڑ ہے جس کا اسلامی نام تخت سلیمان ہے جھیل کیطرف سے اِس پہاڑ کا نظارہ ہو بہو ایک عظیم الشان پھاٹک کا سا ہے اور اُس کی چوٹی ایسی سطح اور ہموار ہے گویا چھت پر ایک تخت بچھا ہے بس اسی مشابہت سے وہان کے مسلمان باشندون نے اسکا نام تخت سلیمان قرار دیا۔ نادر

کشمیر پہ آجکل ہے جو بن   پھولے ہوئے ہین تمام گلشن
ہر چہرہ سے ہے خوشی نمایان   ہر شخص ہے آج شاد و فرحان
لیکن کیا وجہ کیا سبب ہے؟   سامان خوشی کا کیون یہ سب ہے
کیا بات ہے کیون چہل پہل ہے   ہان پھولونکی دعوت آجکل ہے
اِس فصل مین ہے خوشی کی برسات   بارش ہے مسرّتونکی دن رات
کِھل جاتی ہین جس سے دلکی کلیان   چہرے پھولونکی طرح خندان

دعوتِ گل

لو دعوتِ گل کی آگئی شام   سورج بھی کرکے قصد آرام
بارائل[1] پر جھکا ہے کیسا   تاڑون پر وہ رُکا ہے کیسا
لیکن نہین گشت کر رہا ہے   چُپکے چُپکے اوتر رہا ہے
چشمون کا پانی صاف ٹھنڈا   اسوقت ہے کتنا فرحت افزا
گھنٹون دیکھا کرو نہ گھبراؤ   دل کہتا ہے دیکھتے چلے جاؤ
تفریح جو ہے دل و جگر کی   بُجھتی نہین پیاس ہی نظر کی
کرتے ہین حسین مانگ چوٹی   بیٹھے لب فرش کارچوبی
مسی سرمہ دھرا ہے آگے   آئینہ کھلا رکھا ہے آگے
خورشید گیا یہ کس بہانے   سوتے ہوئے چاند کو جگانے
معشوقونکے ساتھ تا وہ کھیلے   دیکھے یہ دھو مین یہ جھمیلے
بیلا[2] کا وہ دلفریب کہسار   اُس کی وہ کشتِ زعفران زار

[1] Baramoula ایک پہاڑ ہے۔
[2] Balaa Hills مشہور پہاڑیان جو زعفران کی کاشت کے لیے مشہور ہین۔

پہنے ہوئے جوڑ از عفرانی   نوشاہ بنا ہوا ہے یعنی
آباد ہے آج شہر و جنگل   جنگل مین ہو رہا ہے منگل
روشن ہین دستیان ہزارون   اور مشعلین لالٹینین لاکھون
آتی کچھ ادھر سے کچھ اُدھر سے   نکلے ہین لوگ لیکے گھر سے
شیو الے جگمگا رہے ہین   دیوتا آنکھین لڑا رہے ہین
مسجد کے منار تک چراغان   آہا کُہسار تک چراغان
سڑکین با اہتمام روشن   کوچے گلیان تمام روشن
اور روشنی کیسی اسقدر صاف   سڑکین آئینہ صاف شفاف
سوئی بھی زمین پہ گر پڑی ہو   بند آنکھین کیئے ہوئے اُٹھالو
یہ روشنی اور شروع شب ہے   شب کیا معنی کہ دن دہاڑے
آنے لگے غول لونڈیون کے   گھر والیون پردہ والیون کے
جو ناگتی ہین ہمیشہ چوکھٹ   ٹکا کر ہاتھ بھر کا گھونگھٹ
اسوقت تم اُنکا حال دیکھو   وہ آتی ہین اُنکی چال دیکھو
کیسی شرم اور حجاب کیسا   گھونگھٹ کیسا نقاب کیسا
جھرمٹ بازاری عورتونکے   اور غول وہ اُنکے عاشقونکے
چھپ چھپ کے وہ تاک جھانک کرنا   وہ ہنسنا وہ اُن کا آہین بھرنا
نکلی ہین گھر سے بن سنور کے   اِس شوق مین اور اس غرض سے
صورت تا روشنی مین چمکے   جگنو کی طرح وہ حسن دمکے
شکل اور بھی دلفریب ہو جائے   جو دیکھے وہ ناشکیب ہو جائے

آہا کیا پیاری صورتین ہین   یہ دیویان ہین کہ مورتین ہین
عورت کیا مرد تک حسین ہین   وہ شکلین وہ صورتین نہین ہین
منتر کوئی ایسا آگیا یاد   سب آدمی ہوگئے پریزاد
القصہ ہے آج چین ہی چین   کہتے ہین عیش ہی مین دن رین
کیا زاہد خشک کیا اک عیاش   ہر شخص آزاد اور بشاش
دو آشنا ملتے ہین جب یکجا   باتین سنو اُن کی۔ ایک بولا
"دعوت پھولونکی ہو مبارک"   وہ بولا "دو آپ کو مبارک"
ہان واقعی دعوت اسطرحکی   ابتک نہوئی ہے اور نہ ہوگی
ابتک نہ تھا چاند اتنا روشن   پھولونپہ کبھی نہ تھا یہ جوبن
کیسے شاداب اور تر پھول   کتنے پھول اور کسقدر پھول
گویا قدرت نے سال بھر سے   کھیتون باغون سے اور شجر سے
آئے اچھے جہان نظر پھول   ملکون ملکونسے ڈھونڈھکر پھول
صحراسے وادیون سے چُنکر   دُنیا کے گلشنون سے چُنکر
کشمیر مین ڈھیر کر دیے ہین   پھولون سے باغ بھر دیے ہین
اوکتا گیا جی اب اِن گلونسے   کبتک کوئی اِنکو دیکھے جائے
آؤ چلو جھیل پر چلین اب   سیرین تالاب کی کرین اب
وان تو یہ ہجوم گُل نہ ہوگا   بلبل کا یہ شور و غل نہ ہوگا
یان اور ہی گُل کِھلے ہوئے ہین   اور پھول ہی پھول پھٹ پڑے ہین
آہا ہر شاخسار دونی   اِس باغ کی ہے بہار دونی

شاخین پانی مین جھومتی ہین   لہرین پھولون کو چومتی ہین
پانی مین ہین پھول عکس افگن   گلشن مین ہے ایک اور گلشن
اوپر اِک زیرِ آب اک پھول   اک پھول اُسکا جواب اک پھول
کیا بوجھ سے جھک گئی ہین شاخین   کیا پانی پہ رُک گئی ہین شاخین
کیسی پانی مین تیرتی ہین   حورین کوثر مین پیرتی ہین
جاتی ہین ٹوٹ کچھ لچک کر   گرجاتے ہین پھول سب چھٹک کر
اور تیرتے کیسے جارہے ہین   لہرون مین لہلہا رہے ہین
کیا پھولونکا ہو گیا ہے ریلا   کیسا پھولون کا ہے یہ ریلا
پانی شاید تھک گئے پھول   برسا دیے اور پھول ہی پھول
اِک پھول ہے ہر گیاہ کشمیر   کیا بات ہے تیری واہ کشمیر

دعوت گل کی دھوم دھام

لو اب بجنے لگا وہ ناچ کا ساز   آنے لگی پیاری پیاری آواز
طبلے کی گت گُمک گُمک وہ   گھونگھرو کی صدا جُھمک جُھمک وہ
سارنگی کی تان وہ سُریلی   آواز وہ گانے کی رسیلی
حور آئی ہے آسمان سے گانے   ٹھمری۔ ٹپّے۔ غزل۔ ترانے
محفل سے ذرا نکل کے دیکھو   مِیلے کی سیر چل کے دیکھو
جن مینارونپہ روشنی ہے   وان دیکھو عجیب دلگی ہے

نیچے[1] جھکر کوئی توڑون اُسپر   پڑھتا ہے کوئی چیز گاکر
کچھ عورتین ہین قریب یکجا   دیتی ہین وہ جواب اُسکا
سب ملکر ایک ساتھ گاکر   رہتا یہی مشغلہ ہے شب بھر
اور آگے بڑھ کے آؤ دیکھین   کیسا ہے یہان جاؤ دیکھین
آوازین یہ کیسی آرہی ہین   ٹھٹھے کی ہنسی کی آرہی ہین
اونچے اونچے گڑے ہین کھمبے   خوشرنگ رنگے ہوئے ہین کھمبے
ریشم کی ڈوریان بھی رنگین   اور سوت کی رسّیان بھی رنگین
تختے رنگین سبز اور لال   اور جھول رہی ہین حور تمثال
کچھ بیٹھی تانین لے رہی ہین   دو ناز سے پینگ دے رہی ہین
اُڑتی ہوئی ساریان ہوا مین   پھولی ہوئی وہ شفق گھٹا مین
راجہ اندر کے جمگھٹے ہین   پریون کے تخت اُڑ رہے ہین
جاتے ہین پینگ پھنگیون تک   نارنج کی اونچی چوٹیون تک
جھولونسے لپک کے حور پیکر   نارنگیان[2] توڑتے ہین بڑھکر
اور عاشقونکو دکھا رہی ہین   للچا للچا کے کھا رہی ہین

[1] اس قسم کی کوئی رسم بظاہر ہندوستان مین پائی نہین جاتی ممکن ہے کہ متعلق خدائی رات کے اُس زمانہ مین یہ رسم ادا کیجاتی ہو یا کشمیر مین رواج ہو افسوس کہ کسی ایسے صاحب سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا جن سے مین اسکی نسبت تحقیق کرکے نوٹ لکھتا۔ نادر

[2] اس موقع پر نارنگیون کی تخصیص بھی نہایت پرلطف ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ٹامس مور مرحوم محض نارنگیون کے ذایقہ سے نہین بلکہ ہندوستانی رمزون اور عشاق کے ان پرلطف کنایون کے ذایقہ سے بھی پوری طور پر واقف تھے۔ مترجم۔

اور آگے بڑھو تو چھوٹے بچے   خیمون سے نکل نکل کے اپنے
سبزہ پہ پھدک رہے ہین کیسے   پھولونپہ لپک رہے ہین کیسے
جھک جھک کے لپک لپک کے بڑھکر   شاخون مین لٹک کے اور چڑھکر
دامن مین پھول بھر رہے ہین   آنے والون پہ مارتے ہین
ماماؤن پہ اور دائیون پر   مان پہ بہنون پر بھائیون پر
ہاہا ہو ہو مچا رہے ہین   خود ہنستے ہین اور ہنسا رہے ہین

"نور محل اور جہانگیر"

تالاب مین بھی ہے بج رہا ساز   لہرون اور کشتیون کی آواز
موجونکے وہ تھپیڑے چھپ چھپ   ہتھون کی وہ صدائین تھپ تھپ
وہ تیز ہوا کی سنسناہٹ   اور جھینگرونکی وہ جھنجھناہٹ
لہرون کی ٹکرون کی آواز   گرتے ہوئے پتھرون کی آواز
سب ملکر ایسی آرہی ہین   گویا کوئی راگ گا رہی ہین
آوازین یہ اُنکے زیروبم کی   تعلیمین ہین گویا تال وسم کی
ان سب مین ہے پُراثر وہ آواز   ہے عشق کا جس مین سوز اور ساز
آہین دل تفتہ عاشقون کی   اور سسکیان دل جلے ہوؤنکی
جو دل سے نکلکے دلمین چبھ جائین   معشوقونکے جو کلیجے برمائین
تڑپائین رجھائین گدگدائین   اور اُن کو پکڑ کے کھینچ لائین
مطلب کی بات ہو تو ہے بات   اور یہ نہین تو وہ ہے خرافات

آواز جو ہو اثر سے خالی — اِک کیسۂ زر ہے زر سے خالی
نغمہ ہو کہ آہِ سرد کچھ ہو — آواز ہے جب کہ درد کچھ ہو
مقبول ہے شاعرون کی آواز — ہے سوز بھی اُسمین اور بھی ساز
نغمہ بھی آہِ سرد بھی ہے — دل کا سُکھ دل کا درد بھی ہے
عالم کان اپنے ہے لگائے — اکبار وہی صدا پھر آئے
جو بات زبان سے نکل جائے — ممکن نہین بے اثر وہ ٹل جائے
معشوق کا دل ہو لاکھ پتھر — اور ہو وہ ہزار جی کا کٹّر
ممکن ہے اُسے قرار آئے؟ — آئے اور لاکھ بار آئے
اِس زیست کا ماحصل یہی ہے — دنیا اور اوسکا پھل یہی ہے
سعیِ انسان یہ ہے سر لیے — کٹ جائے یہ زندگی مزے لیے
ہو چاندنی رات مین لبِ جو — پہلو مین اپنے اپنا گلرو
پھولون سے چمن مہک رہے ہون — ساغر مے سے چھلک رہے ہون
اور اوٹ کی آڑ مین مغنی — ہریالے گا رہے ہون۔ یعنی
لطفِ مے و لذتِ طرب ہو — جب یہ سامانِ عیش سب ہو
پھر کیا ہے مزے اوڑاو جی کے — کیا کہنے ہین ایسی زندگی کے
انسان کیا رات اور کیا دن — ہر دم اسی فکر مین ہے لیکن
کون ایسے خوش نصیب ہین آج — سارے ہندوستان کے سرتاج
سرحلقۂ مہوشانِ کشمیر — **نور محل اور شہ جہانگیر**
پھرتے ہین چمن مین دوش بردوش — بیٹھے لبِ آب ہین ہم آغوش

حاصل لطفِ مے و طرب ہے — معشوق بغل مین ہے تو سب ہے
عورت بیڑہ اگر اُٹھالے — جنّت کشمیر کو بنالے

نور محل کی گستاخی

اچھا اب چھوڑیے طوالت — سُنیے اشانِ نزولِ دعوت
جھگڑون سے فتح اور ظفر کے — قصّون سے زمین اور زر کے
گھبرا جو گیا شہِ جہانگیر — بھاگا سوئے لالہ زارِ کشمیر
عیش و عشرت کی کل لیے ساتھ — پیاری نور محل لیے ساتھ
اُس گُل کے لیے ہے آج میلا — پھولونکا جو ہر طرف ہے ریلا
آزادی کے ساتھ الغرض شاہ — پھرتا تھا چمن چمن کہ ناگاہ
دیکھا کہ وہ دلربا ادا سے — جُھک جُھک کر پھول چُن رہی ہے
چن چن کر تاج اک بنایا — اپنے سرتاج کو دکھایا
وہ تاج تھا یا کوئی تھا چیز — خود تاج تھا جسکے آگے ناچیز
پھر ہار بنائے اور پہنکر — گردن مین ہار تاج سر پر
وہ پھول سی صورت اور وہ لب پھول — کیا پھوٹے نکلتے تھے وہ سب پھول
اک حُسن اور پھر غرور اُسکا — آخر کو ہوا ظہور اُسکا
یعنی جو کہنے کی نہ تھی بات — شوخی سے وہ بک گئی خرافات
بولی شہ سے کہ دیکھیے آج — کسدرجہ ہے خوشنما مرا تاج
صدقے ہے اسپہ تاجِ شاہی — تخت و چترِ جہان پناہی

دیکھو امرے تاج سے ملاؤ   کون اچھا ہے تمھین بتاؤ!
لو اپنا موتیون کا مالا   میرا اگجرا کہین ہے اعلےٰ!
یہ کہتی ہوئی چلی چمک کر   مالے کو زمین پر پٹک کر

نور محل کا حسن

یہ ہین سب حُسن کے تماشے   دنیا مین حُسن بھی ہے کیا شئے
اک حسن ایسا کہ جسکا جلوا   ہر وقت ہو اک طرح پر رہتا
جس مین مطلق نہ ہو تغیّر   اُس حسن کا کیجیے تصوّر
جسطرح سے گرمیونکا سورج   یکسان دن بھر ہے جسکی سج دھج
بے سایہ اور لکّۂ ابر   ہوجاتا ہے ایسا حسن بھی جبر
اُگتا جاتا ہے عشق اُس سے   یہ حُسن بھی حُسن کچھ نہین ہے
ہے نور محل کا حُسن ایسا   سورج برسات کا ہو جیسا
جسمین ہر دم ہے اک نیا رُوپ   سایہ ابھی ساتھ اور ابھی دھوپ
اور جسکی خوشنما شعاعین   کُہرے مین کبھی ملی ہوئی ہین
بادل مین کبھی جھلک رہی ہین   شبنم پہ کبھی چمک رہی ہین
بوچھار مین چھنتی مین کبھی اور   ہر وقت ہے اُنکا رنگ ہی اور
سونے کا صبح کو ورق ہین   اور شام کو خوشنما شفق ہین
دم بھر مین کہکشان دکھاوین   پھر دیکھتے دیکھتے مٹا دین
کیسی سبزہ پہ دوڑتی ہین   گرماتی ہین ٹھنڈا کر رہی ہین

دیتی ہین عشق کو بڑھاوے   دل تاکہ اُچاٹ ہو نہ جاوے
جس طرح بہشت کا نظارہ   مومن کی آنکھ مین ہو پیارا
ایسا ہی اسکا بھی اثر ہے   یہ حُسن بھی جنتِ نظر ہے
اِسس کو نہ بُری نظر سے دیکھو   اک عاشق کی نظر سے دیکھو
جب فکر مین ہو وہ پیاری صورت   اُسوقت کی کچھ نہ پوچھو حالت
گویا سب دلربا ادائین   ڈوبی ہوئی بحرِ حُسن مین ہین
غصہ مین وہ شکل پیاری پیاری   اسطرح سے رنگ ہے بدلتی
جیسے جھونکا ہوا کا آجائے   اور شاخ گُل کو وہ ہلا جائے
اِس چھیڑ مین ہے وہ شکل ہی اور   جاگ اُٹھتی ہین خوبیان نئی اور
پھر غیض مین وہ گلاب سے گال   ہوجاتے ہین خونکیطرح لال
ہنسنے مین بھی عجب ادا ہے   پھولون کا چمن لہک رہا ہے
یہ سب بمثل خوبیان ہین   یہ حُسن کی سحر کاریان ہین
جو نور محل کی ہے یہ توقیر   آج اُسکا غلام ہے جہانگیر
لیکن اس دلفریب شب مین   اِس بزم نشاط اور طرب مین
ہر شخص ہے جبکہ خرّم و شاد   ہر شخص ہے جبکہ مست و آزاد
اور محویت کا ہے یہ عالم   ہر شخص ہے بیخودی مین بیغم
معلوم یہ ہوتا ہے کہ گویا   مین پر یونکے شہر مین اُڑ آیا
یہ رات نہین ہے بلکہ دن ہے   کشمیر نہین یہ شہر جن ہے
اُن شہرونکے مجکو نام ہین یاد   فرحت آباد۔ عنبر آباد

۱۰۱۰
اردو

ہیرونکے وہان ہین سب منارے — اور اُنمین جڑے ہین لعل سارے
پھولونمین جڑے ہین مثل اُمّوراج — یاقوت۔ زمرّد۔ اور پکھراج
وہ شہر ہین سب جنون سے آباد — بستے ہین اُنمین سب پریزاد
بہتی ہے اُسمین نور کی نہر — بیشک بیشک یہ ہے وہی شہر
میناروں کو گنبدون کو دیکھو — شیوالون کو گھرون کو دیکھو
کیسے ہیرے چمک رہے ہین — گویا تارے جھلک رہے ہین
گویا کل شہر ہے چراغان — یہ دن نہین بلکہ ہے شبستان
لیکن یہ سب تو بالیقین ہے — پیاری نور محل نہین ہے
وہ گل اندام اب کہان ہے — کن پھولونمین ہوے گل نہان ہے

اسباب ملال

افسوس اک بات وہ بھی جزبات — پیدا کردے بُرے خیالات
اور ایسے طول وہ پکڑ جائے — دلمین اور عشق مین بگڑ جائے
لاکھ اس دل کو بچائے دنیا — غم سے۔ غم ہے اُسمین لپٹا
کیا عشق بھی خالہ جی کا گھر ہے — بحرِ موّاج کا سفر ہے
ملّاح ہزار ہو عقلمند — طوفان کی زد بچا کے ہرچند
لیجائے جہاز اپنا لیکن — ہے آن کی آن مین یہ ممکن
اک لکّۂ ابر اُٹھے کہین سے — اور بڑھتے بڑھتے اتنا پھیلے
سارے مطلع کو گھیر لے وہ — طوفانِ بلا مین ڈالدے وہ
ہے ایسا ہی ٹھیک عشق کا حال — دم بھر مین سکون دم مین بھونچال

ایک شکوہ ایک بے اصل بات — اک ترچھی نگاہ بے محل بات
کر دیتی ہے اشتعال پیدا — دلمین داغ ملال پیدا
بڑھتا جاتا وہ داغ ہے اور — ہو جاتا ہے دل کا طور بطور
ہنگامہ ہے اور شور پھر تو — طوفان کا ہے یعنی زور پھر تو
اب لب پہ کہان ہین نرم الفاظ — گرم اُسپر اور گرم الفاظ
ہو جاتی ہے جوتی لات اکثر — اور ترک تعلقات اکثر
ہے بیرخی جانبین سے اب — آنا جانا بھی بند ہے اب
اب یاد کہان وہ پیار کے دن — وہ وصل وہ انتظار کے دن
آنکھون مین مروّت اب کہان ہے — وہ دلمین محبّت اب کہان ہے
وہ پیار کی اب کہان ہین باتین — وہ عشق کی اب کہان ہین گھاتین
چھوڑی رسمِ سلامِ مسنون — بھولے ہوے لذتِ ہنی مون
باتین وہ چاہ کی کسے یاد — قسمین وہ نباہ کی کسے یاد
بھولے ہوے رسم و راہِ اُلفت — پھیرے ہوے وہ نگاہِ اُلفت
اب یاد کہان وہ عیش کی صبح — گذری شب وصل ہوگئی صبح
اے عاشقو! اور اے حسینو! — اے دولتِ عشق کے امینو!
گنجینۂ راز ہے محبّت — سرمایۂ ناز ہے محبت
بولو تو سمجھ کے مُنھ سے بولو — دیکھو تم احتیاط رکھو
کُھلجائے کہین نہ کیسۂ عشق — ڈھیلا نہ کہین ہو رشتۂ عشق
اس رشتہ کو تم بڑھاتے جاؤ — اور اِس مین گرہ لگاتے جاؤ

اُکر جائے کہین نہ رَم یہ آہو   اِس پھول کی اُڑ نہ جائے خوشبو
خوشبو ہی نہین تو پھول کیا ہے   کانٹا ہے اور کھٹک رہا ہے

جہانگیر کا عتاب

بد مزگی کی ایسی ہی کوئی بات   کچھ ایسے ہی بے محل شکایات
باعث ہوے رنج بے سبب کے   ہارج ہوے لذتِ طرب کے
رکھے ہون ظروف جب برابر   ٹکرا ہی جاتے ہین وہ اکثر
مخدوش گر ہے اُن کی ٹکر   ہو جاتے ہین چکنا چور لڑکر
اک لکہ فضائے آسمان پر   ہو لاکھ حقیر بلکہ احقر
ممکن ہے کہ بارشِ بلا لائے   گرجے۔ چمکے۔ گھرے۔ برسجائے
ایسا ہی کچھ ملال کا ابر   تھا شاہ کے دل پر جسنے بالجبر
ملکہ سے کہا غضب مین آکے   جا دور ہو میرے سامنے سے
محلون سے غرض گئی نکالی   وہ پھولون کا تاج دینے والی
یہ بات ہے جس سے آجکی شب   امرائے محل اُداس ہین سب
ہے خلق مین دھوم دھام ہرچند   ہین محو طرب عوام ہرچند
لیکن ہے شاہ کا یہ عالم   لب خشک۔ اُداس چہرہ پر غم
یہ دعوتِ گل کہ عام ہے آج   اک اُسکے لئے حرام ہے آج
جس دلچسپی کو دیکھتا ہے   وہ اُس کی نظر مین ہیزا ہے
بیکار آرائشین جہان کی   دلچسپیان باغ و بوستان کی
ہنس ہنس کے اُبھار رہی ہین اُسکو   بیکار رِجھا رہی ہین اُسکو

وہ ہے اُسکے خیال مین گم   جس کا اک عشوہ تبسم
گل اور گلزار سے ہے خوشتر   صد گونہ بہار سے ہے خوشتر

"نور محل کی جلاوطنی"

اب نور محل کو چل کے دیکھو!   اِس دعوت سے نکل کے دیکھو!
اس دعوت مین بھلا کہان وہ   کُہسار مین ہو گی بیگمان وہ
کوسون دور اور منزلون دور   پھرتی ہو گی کہین وہ مفرور
آہا۔ تنہا وہ اک کٹی مین   غربت مین اور بیکسی مین
افکار تازہ سے ہم آغوش   بیٹھی ہے سر جھکائے خاموش
پھولون کا وہی دیے ہوے تاج   سر پر تاج اور اُسپر بے تاج
اب تک وہی ہار ہے گلے مین   لیکن بے کار ہے گلے مین
دکھلائیگی تو بہار کس کو   آئے گا تجھپہ پیار کس کو
اب دیکھنے تجکو آئیگا کون   اب تجکو گلے لگائیگا کون
یہ سوچ کے اور بسور کر مُنھ   کہنے لگی آپ ہی آپ وہ۔ اونہہ!
کوئی نہو کوئی غم نہین ہے   صحرا ہی مجکو کم نہین ہے
تالابونکے آئنہ تو ہین یان   مُنھ دیکھنے کے لئے تو ہین یان
یان پہنون گی ہار تاج دونگی   اور یون ہی دیے دیے پھرونگی
اب روکنے والا مجکو ہے کون   یان ٹوکنے والا مجکو ہے کون
اب مجکو کسی سے واسطہ کیا   محلات مین کیا ہے اور تھا کیا

محلات مین کیون رہونگی اب مین ‏ جنگل جنگل پھرون گی اب مین

پھر سوچ کے بیٹھے بیٹھے اکبار ‏ سر سے تاج اور گلے سے وہ ہار

کھینچا توڑا مروڑ ڈالا ‏ تل دل کے زمین پہ دور پھینکا

اور خوب ہی پھوٹ پھوٹ روئی ‏ زانو کو کوٹ کوٹ روئی

جنگل مین جلیس اور تھا کون ‏ ڈھارس دیتا اُسے بھلا کون

اک اُسکی دایہ تھی نمونا ‏ فتنہ کی حشر کی نمونا

دیتا اُسوقت کیا کوئی ساتھ ‏ بس اک نکل آئی تھی وہی ساتھ

ہر چند کہ تھا بہت سن وسال ‏ لیکن اچھے قوی تھے تا حال

پائی تھی کچھ ایسی اُسنے کاٹھی ‏ بوڑھی ڈھڈھو تھی پھر بھی ٹاٹھی

اُسوقت کے سن رسیدہ بڈھے ‏ سب تھے بالاتفاق کہتے

یاد اسکی ہین نہین جوانی ‏ دیکھا کیئے ہین ہم اِسکو یون ہی

پُر فکر تھی اور عاقلہ تھی ‏ جادوگرنی تھی ساحرہ تھی

بلقیس کا وہ عظیم منتر ‏ جسکا سکہ ہے دیو جن پر

وہ اسم اعظم سلیمان ‏ وہ نقش خاتم سلیمان

جس کے سب دیو ہین موکل ‏ اُن سب کی تھی نمونا عامل

کرلیتی تھی ایک دم مین تسخیر ‏ کیا کلوا بیر۔ کیا مہابیر

ارواحین پاک اور ناپاک ‏ بھوت اور چھل بائیان غضبناک

لکھ لکھ کر گنڈے اور فلیتے ‏ پھونکے دفنائے اور کیلے

رکھتی تھی نہ بھوت کا نشان وہ ‏ کر دیتی تھی "آج چھو" جہان وہ

صدقے۔ ٹونے نظر گذر کے ‏ جادو منتر جہان بھر کے

علوی سفلی تھی سب اُسے یاد ‏ ان باتون مین تھی غرض وہ اُستاد

جنات کو جب وہ کرتی تھی رام ‏ تو یہ کون ایسا تھا بڑا کام

اک اُسکی نگہ کی تھی یہ تاثیر ‏ تھی نورمحل وہی وہی جہانگیر

نورمحل کی دایہ

یعنی پچھلے پہر اُسی رات ‏ وہ راندۂ بادشاہی محلات

بیٹھی تھی اُسی کٹی مین خاموش ‏ اور منفعلِ وقوعۂ دوش

چپ بیٹھی تھی نمونا بھی اور ‏ کرتی تھی اس انقلاب پر غور

آتے تھے تند تیز جھونکے ‏ جب جھنجھریدار کھڑکیون سے

جاتا تھا مہک دماغ کیسا ‏ دل ہوتا تھا باغ باغ کیسا

وہ پھول گلاب و یاسمن کے ‏ نسرین کے اور نسترن کے

سوتے رہتے ہین جو کہ دن بھر ‏ اُٹھتے ہین شام کو جو سو کر

اور وہ زرگل کی تھیلیان بند ‏ دن بھر کی اپنی مٹھیان بند

یعنی خوشبوؤن کے خزانے ‏ دیتے ہین کھول اک سرے سے

پھرتی ہے ہوا اُنھین اُڑائے ‏ دنیا کی آنکھ سے بچائے

بیٹھے بیٹھے نمونا اسوقت ‏ بولی کہ اثر ہے طرفہ اسوقت

اسوقت مرادین اور دعائین ‏ ڈوبی ہوئی ہوتی ہین اثر مین

اور دوڑتے ہین فسون و منتر ‏ خوشون کلیون پر اور گلون پر

اسیسے مین جو کوئی ہار گوندھے — سوتے ہوئے شخص کے سرہانے
اور اسطرح ہار گوندھا جائے — پیشانی سے اُسکے ہار ٹکرائے
عامل بھی اسقدر ہو ہشیار — منتر کے ساتھ ختم ہو ہار
سونے والے پہ یہ اثر ہو — شاہ جن آکے جلوہ گر ہو
معلوم ہو آفتاب گویا — تخت زرین پہ ہے چمکتا
اور اُسکی خوشنما شعاعین — شعلونپہ شفق کے گھل رہی ہین
گھلتے گھلتے تمام گُھل جائین — ساری رنگ امیزیان دہل رہی ہین
شاہ جن جلوہ گر نظر آئے — پریون کے تخت پر نظر آئے
دل سے سنے روئداد اُسکی — پوری کرے وہ مراد اُسکی
اور تاج اگر کوئی بنائے — منگل کی رات پھول چنکے
یہ تاج ہے اُسکے واسطے خوب — برگشتہ ہو جس سے اُسکا محبوب
اُٹھ بیٹھی وہ دلربا یہ کہکر — یہ تاج مین دونگی اپنے سر پر
دائی یہ منتر اپنے اے ہے — کس دنکو اُٹھا رکھے ہین تونے
لو مین چنے لاتی ہون ابھی پھول — بس مجکو بتا تو اپنا معمول
اور میری مراد اگر بر آئے — کردونگی تجھے نہال دائی
دوڑی گئی لائی جھولی بھر پھول — شبنم سے تمام تر بتر پھول
بیلے کے چمیلی کے جوہی کے — چمپا سیوتی کے کامنی کے
آتے ہی کئی مین کر دیے ڈھیر — اور اُس سے کہا کہ اب نہ کر دیر
تو میرے لیے بنا وہی تاج — ابھی منگل کا دن بھی ہے آج

یہ کہکے وہ کٹی مین لیٹی — اور سرہانے نمو نا بیٹھی
رکھ کر سب پھول اُسکے سر پر — اِسطرح کیا شروع منتر

منتر

مین اُس گلشن کو جانتی ہون — اُس صحنِ چمن کو جانتی ہون
جسمین یہ خواب اور خیالات — جسمین سب عاشقانہ جذبات
کرتے ہین گشت آکے شب بھر — تتلیون کی طرح پھر پھرا کر
ہان خواب وخیال تتلیان ہین — یہ دل کی رہنے والیان ہین
اور شب کو نکل کے پھر پھرا کے — گرتی پھولونپہ ہین یہ آکے
مین اون پھولون کو جانتی ہون — مین اُن غنچون کو جانتی ہون
جنمین چھپ رہتی ہین یہ دنکو — پہچانتی ہون مین خوب اِنکو

ہنو اِسوقت آؤ گائین
پھولون کا تاج اِک بنائین
کل کیا یہ خواب کیا یہ سب پھول
مرجھا جائین گے حسب معمول

وہ شب آوارہ پیکرِ شوق — جاتی ہے جو شب کو از سرِ شوق
اپنے پردہ نشین سے ملنے — شرمیلے نازنین سے ملنے
سایہ کی اوٹ ابر کی چھاؤن — پھولونسے چھپ کے اور دبے پاؤن
اور پھول یہ پاکے رازِ اُلفت — بھرتے ہین آہ سردِ حسرت

اُمید کا خواب مین نظارا   وہ خواب مین وصل کا سہارا
بادام[1] کے پھول ہین جو اکثر   شاخ بے برگ و بے ثمر پر
ہوئے شب مہ مین ہین شگفتہ   چاندی کیطرح صاف شستہ

بہنو! اسوقت آؤ گائین
پھولون کا تاج اِک بنائین
کل کیا یہ خواب کیا یہ سب پھول
مُرجھا جائین گے حسب معمول

پیاری اُمید ین جنکا منظر   ہے چشم جہان مین کان پر زر
ہین سبزہ کوہ[2] جنکو چر کے   بھیڑون اور بکریونکے گلّے
کر لیتے ہین اپنے یک بیک دانت   کندن ایسے چمک دمک دانت
وہ خواب وہ قصد خونکا بھوت   خونی ہوتا ہے جسمین مبہوت
پہلے تدبیر قتل سوچے   مظلوم کو پھر وہ جا دبوچے
سینہ پر الُ چھُری پر اک ہاتھ   ٹھنڈھا کرے ایک چیخ کے ساتھ

بہنو! اسوقت آؤ گائین
پھولون کا تاج اک بنائین

[1] بادام کے درخت جب پھولنے کے قریب ہوتے ہین تو انکی پتیان بالکل گرجاتی ہین اور ننگی شاخین سفید سفید پھولون سے بالکل لد جاتی ہین۔

[2] ایک قسم کی گھانس ایسی ہوتی ہے جسکو چرنے سے بھیڑون بکریونکے دانت بالکل سونے کیطرح چمکنے لگتے ہین۔ بہت سے کیمیاگرونکا خیال واثق ہے کہ اس گھانس سے سونا بن سکتا ہے بشرطیکہ وہ دستیاب ہوجاوے۔ ۴۴

کل کیا یہ خواب کیا یہ سب پھول
مرجھا جائین گے حسب معمول

آہ! اُس بیمار غم کا بھی خواب   دل جسکا دُکھائین اُسکے احباب
اور وہ صبر و رضا مین ٹالے   ہنس ہنسکر اپنا دل سنبھالے
جس طرح نہال دارچینی   جتنا سب کچلین چھال اُسکی
اوتنی ہی اور ہو وہ پیدا   یہ خواب بھی کسقدر ہے اچھا

بہنو! اسوقت آؤ گائین
پھولون کا تاج اک بنائین
کل کیا یہ خواب کیا یہ سب پھول
مرجھا جائین گے حسب معمول

منتر ہوا ختم بنگیا تاج   جادو کا تاج سحر کا تاج
جیسے ہی گیا وہ سر پہ رکھا   اک نیند کا جھونکا ایسا آیا
کچھ ایسا ہوا نشاط حاصل   سو کیا گئی ہو گئی وہ غافل
نغمے اُس کیفِ بیخودی مین   ڈوبے ہوئے راگ راگنی مین
آتے تھے ایسے کچھ سُہانے   کچھ ایسے پُر سرور گانے
ہوتے تھے دلمین جاکے پیوست   تھی نور محل کی روح تک مست
جس طرح سے وہ ہوا سُریلی   پُر نغمہ اور بھینی بھینی

۴۴- پادری جیروم ڈنڈنی نے اس بیان کی تائید کرتے ہین کہ کوہ ابا ... پر ایسی بھیڑین اکثر دیکھی گئی ہین جنکے دانت چاندی کیطرح چمکتے ہین اور وہ کہتا ہے کہ یہی مشاہدہ مین نے کنڈیا مین کیا کہ جو چرنیوالے جانور کوہ ایدا پر رہتے ہین اونکے دانت سنہری رنگ کے ہین جسکی وجہ بجز اسکے اور کیا ہوسکتی ہے کہ اون پہاڑونمین چاندی سونے کی کانین ہون۔

جو چلتی بہار مین ہے اکثر مرکی[1] کی سرزمین پر
جسپر ہو جاتے ہین عرب مست اپنے خیمو نمین سب کے سب مست
یا صبح کی وہ ہوا سہانی بحر احمر پہ جو ہے چلتی
ڈوبی ہوئی راگنی مین بالکل بوے گل و نغمہ ہاے بلبل
جسمین ملّاح سوتے ہین مست دیوتا گھونگھو[2] نمین ہوتے ہین مست
کچھ ایسی ہی اس سے بھی کچھ اچھی وہ راگ بھری ہوئی ہوا تھی
پھر سرخی ہوئی افق پہ پیدا پھولی شفق آفتاب نکلا
دکھلانے لگین شعاعین کرتب گرنے لگین ٹوٹ ٹوٹ کر سب
آخر اک زرنگار پیکر ظاہر ہوئی مطلعِ اُفق پر
آتے آتے قریب آئی چمکاتی شہپرِ شعاعی
گونجا ہوا نغمہ اُن پرونسے پیدا مستانہ دھن پہ ونسے
گویا وہ اوسکے پر بھرے سے پردے تھے ہارمونیم کے
یکبار ہوئی پرون کو جنبش اور وہ بے مثل آفرینش
اسطرح ہوئی ترانہ پرداز پنچم کے سرون مین زمزمہ ساز

[1] مرکی کے پھولو نمین ہوا بھرنیسے ایک خوشگوار نغمہ پیدا ہوتا ہے یہ نغمہ مرکی کی بھینی بھینی خوشبو سے ملکر ایسا پرسرور ہوتا ہے کہ اسکا لطف کچھ وہ عرب ہی خوب جانتے ہین جو وہان خاص اس غرض سے موسم بہار مین جاکر خیمہ ڈالتے ہین۔

[2] یہ عقیدہ کہ روحین گھونگھو نمین رہتی ہین یونانیون کا عقیدہ ہے جنکا خیال ہے کہ نیر اٹیس ([illegible]) جو عشق کے دیوتاؤ نمین سب سے بڑا اور ممتاز ہے بحر احمر کے ساحل پر گھونگھو نمین رہتا ہے اور اس اعتقاد) وہ گھونگھون کی بڑی داشت اور عزت کرتے ہین۔

آتی ہون چندارے[1] سے راگنی کے فوارے سے
تاجِ گل کی طلبیدہ سحرِ بابل کی طلبیدہ
ہان مین وہین سے آتی ہون ہان مین وہین سے آتی ہون
مین اُسی چشمہ مین ہون رہتی دن بھر گاتی شب بھر گاتی
دنیا کی ہیبت ناک آوازین آہین چیخین اور فریادین
اُس چشمہ مین جاتی ہین جب نغمے بنجاتی ہین وہ سب
ہان مین وہین سے آتی ہون ہان مین وہین سے آتی ہون
اور اگر گانے مین اثر ہے کوئی قوت اگر مضمر ہے

تو اس تاجِ گل کی قسم ہے
اِس سحرِ بابل کی قسم ہے
تجھسے خوش تیرا شوہر ہو
اُس کا سر ترے پانٔون پر ہو

ساز نواے موزون مین ہون راگ کی دیوی مین ہون مین ہون
میرا نغمہ شیرین ہے وہ میری نائے نوآئین ہے وہ
جسکی گرمی مین گلتے ہین بادل پانی کیطرح سے پگھلتے ہین بادل
جنپر دنیا ہوتی ہے مست دل مین ہوتا ہے پیوست
اور اُس دلمین کرتا ہے پیدا عیش کی خواہش عشق کا سودا
میرے سرونکے زیر و بم سے میرے پرونکی تال اور سم سے

[1] چندارا (Chandara) ایک فرضی چشمہ کا شاعرانہ نام جس سے راگنی پیدا ہوتی ہے اور غل فوارہ کے ہر وقت نغمہ پھوٹتا رہتا ہے۔

بحر پر شور جہان مین   چلتی رہتی ہین ایسی ہوائین

جنسے ہوتی ہین موجین پیدا   حرکت پید الہرین پیدا

یعنی روح عالم مین ہون

جوہر جسم مجسم مین ہون

میرے نغمونسے جوش ہے پیدا   کیسا جوش خروش ہے پیدا

لہرین لیتا ہے عشق کا دریا   لہرین لیتا ہے عشق کا دریا

ان نغمونسے کشش ہے دلکو   روح سے روح کو دلسے دلکو

جیسے پمپاڈور[1] کبوتر   بکھراتے ہین جو لیجا کر

دارچینی کے بیج ہمیشہ   ملکون ملکون صحرا صحرا

شغل یہی ہر آن ہے اُنکا   دنیا پر احسان ہے اُنکا

مین بھی عشق کو ہون پھیلاتی   سینہ بسینہ دل گرماتی

ذوق نشاط و نغمہ و مستی   شوقِ جمال و حسن پرستی

اور اسطرح احسان ہے میرا

شکر گذار انسان ہے میرا

میرے ہاتھ مین ہے اک ساغر   جسمین ہین مخلوط برابر

ماضی حال اور مستقبل   اِک اِک گھونٹ نشاطِ کامل

یاد گذشتہ خواب نوشین   جلوہ حال مسرت آگین

[1] پمپاڈور (Pompadour Pigeons) کبوتر کی ایک خاص قسم جو دارچینی کے پھل لیجاکر دور دراز حصتون مین بکھراتے ہین اور اسطرح پر وہ اوسکی پیداوار کو پھیلاتے اور نئے کھیت تیار کرنیکے باعث ہین۔   نوٹ

اور پھر آنے والی امیدین   قوت لانے والی امیدین

سب کا بخور اِک ساغر مین ہے

یعنی میرے شہپر مین ہے

ناہید پیارا نام ہے میرا   راگنی جائے قیام ہے میرا

آتی ہون چندارے سے   راگنی کے فوّارے سے

ہان مین وہین سے آتی ہون   ہان مین وہین سے آتی ہون

اور اگر گانے مین اثر ہے   کوئی قوت اگر منتر ہے

تو اِس تاج گل کی قسم ہے

اِس سحرِ بابل کی قسم ہے

تجھسے خوش تیرا شوہر ہو

اُس کا سر ترے پانوٗن پر ہو

نور محل کی خوش الحانی

لو صبح ہوئی مگر کہان صبح   دکھلا کے جھلک ہوئی نہان صبح

گویا کوئی خوابِ ناز سے حور   چونکی اور سو گئی بدستور

اُٹھی نور محل بھی سو کر   سب ہوش و حواس اپنے کھو کر

یادِ خوابِ شبینہ مین گم   بیٹھی رہی دیر تک وہ گم صم

آنکھون مین وہی لقائے دلکش   کانون مین وہی صدائے دلکش

یاد آیا رات کا سمان سب   دلمین کہنے لگی کہ یارب

کیا مین کوئی خواب دیکھتی تھی	یا کوئی حور گا رہی تھی
کتنا پیارا وہ نغمہ تھا ہائے	پایا تھا اُسنے کیا گلا ہائے
ہان کیا گاتی تھی مین بھی گاؤن	"ڈھُنڈارے سے مین آرہی ہون"
"سحرِ بابل کی ہون بلائی"	"اُس تاجِ گل کی ہون بلائی"
ہان۔ہان۔یہی گاتی تھی وہ پیکر	سریون ہی اُٹھاتی تھی وہ پیکر
لیکن مین نے بھی خوب گایا	کیا مین نے بھی سُر مین سُر مِلایا
مین بھی کسدرجہ خوش گلو ہون	گاتی ویسا ہی ہو بہو ہون
تا شام یہی رہی گر آواز	ہون دعوتِ گل مین نغمہ پرداز
پھر تو میرا ہی ہے جہانگیر	سوجھی کیا خوب مجکو تدبیر
کرتی رہی پھر وہ مشق دن بھر	گا گا کر اور گنگنا کر
جب عالم پر فضا مین پروان	کرتی تھی وہ پاٹ دار آواز
ٹکراتی تھی جب پہاڑیون مین	جب گونجتی تھی وہ گھاٹیون مین
آتے تھے وحوش سب نظر مست	ہوتے تھے سب شجر حجر مست
نغمہ کا ہیکو تھا سحر تھا	اُسمین یہ جذب یہ اثر تھا
جیسے پروانے روشنی پر	یا جیسے چکور چاندنی پر
ساتھ اُسکے طیور گھومتے تھے	وہ گاتی یہ گر دجھومتے تھے
وہ دل مین چُبھنے والی تانین	سینے بر ملنے والی کوکین
پکڑے ہوے کان اپنے کوئل	نغمہ بھولے ہوئے عنادل
گرد اُسکے سکوت مین کھڑے تھے	جو نچین گردن مین اپنی ڈالے

دعوتِ گل کا دوسرا جلسہ

جو صورتین دل بہلنے کی ہین	اور جو ممکن ہین وہ یہی ہین
جلسے ہون دھوم دھام کیساتھ	میلے ہون ازدحام کے ساتھ
گانا ہو ناچ ہو خوشی ہو	سیرین ہون ہنسی ہو دلگی ہو
یہ سوچکے وہ حزین دلگیر	یعنی شاہنشہِ جہانگیر
بولا وہی جلسہ پھر سہی آج	بہلے تو کسی طرح سے جی آج
اس مرتبہ شالامار[۱] مین ہو	بُستان صدا بہار مین ہو

[۱] ایک وسیع میدان مین لب جھیل یہ عظیم الشان باغ شاہجہان بادشاہ نے تعمیر کرایا تھا اسوقت تک دنیا کے تمام پھلدار درختون اور پھولون کی جھاڑیون سے یہ باغ اپنا آپ نظیر تھا۔جھیل کا پانی ایک مشین کے زور سے چڑھا کر باغ کے بیچ سے بصورت ایک نہر کے بہایا گیا تھا جس سے باغ کی کیفیت اور بھی پرلطف ہو گئی تھی اِس مین شک نہین کہ اس باغ کی آراستگی اور خوبصورتی مین مغلیہ بادشاہون خصوصًا جہانگیر نے نفاست کی سب سے اچھی تصویر کھینچی تھی جہانگیر اور نور محل تو اس باغ پر ایسے فریفتہ تھے کہ بہار کا موسم کشمیر مین گذارتے تھے نہر پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر پل قایم کرکے اُنپر خوبصورت خوبصورت بارہ دریان اور شہ نشینین سنگ مرمر کی بنائی تھین۔اِن شہ نشینون مین حسین اور مہ جبین نازنینون کا جگمگٹا بازار کی رونق کو اور بھی بڑھا رہا تھا جو دیدہ کے قابل ہوتا تھا وسط باغ مین عالیشان بارہ دری سنگ سرخ اور سنگ مرمر کی خاص بادشاہ کے قیام کے لیئے اور اُسکے ہر چہار جانب نہرون پر چھوٹی چھوٹی شہ نشینین محلات اور خدام شاہی کے لیے عجیب خوبصورتی اور نفاست سے بنی تھین۔بیان کیا جاتا ہے کہ باغ کے صدر دروازہ پر جو کواڑ لگے تھے اُن کے دلہے سنگ موسٰے کے تھے اور اُن دلہونپر سُنہری بیل بوٹے نہایت نفاست سے

تھی حکم کی دیر دم زدن مین　　بھنگا نہ رہا اُس انجمن مین
اُمرا کا ادھر ہوا جو ریلا　　سب اُٹھ گیا ہاتھون ہاتھ میلا
اب چلکر شالامار دیکھین　　میلے کی وہان بہار دیکھین
اُسکی وہ عالیشان کوٹھی　　جو شاہی طور پر سجی تھی
اسوقت بنی ہے بقعۂ نور　　اور جمع ہین اُس مین حور ہی حور
دنیا کے چنے ہوئے پریزاد　　جن سے کشمیر ہے اب آباد
بانکے ترچھے حسین سجیلے　　پیارے۔ البیلے۔ اور نکیلے
جو نہر پہ جا کے ہر سحر روز　　پیتے ہین آبِ حُسن[۱] افروز
بن ٹھن کے یہ مہوشانِ کشمیر　　کرتے دلِ عاشقان ہین تسخیر
اور ہند کے طائفے زنانے　　شہرت دی ہے جنھین خدا نے
پا کر رقص و غنا سے فرصت　　فرصت؟۔ اُنکو کہان ہے فرصت
دن بھر ہے عاشقون کا تانتا　　ایک آتا ہے اور ایک جاتا
پہنے ہوے سب لباس زرین　　یکجا ہین مثالِ ماہ و پروین
اور ہین بہزار عشوہ و ناز　　شاعر[۲] کے چمن مین نغمہ پرداز

بنے تھے یہ کواڑ کسی مشہور مندر سے نکال کر شالامار کی آراستگی مین شامل کئے گئے تھے۔ نوٹ

[۱] کشمیر کا حسن ہندوستان مین مشہور ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ کشمیر کے چشمون مین یہ اثر ہے کہ اُسکے پانی مین نہانے سے حسن دوبالا ہو جاتا ہے اور اس خیال کے مطابق ہر کشمیرن کا فرض ہے کہ وہ روز صبحکو چشمون کے صاف شفاف پانی مین نہا کر اپنا حسن بڑھائے۔ نوٹ

کیا بھاؤ کھڑی بتا رہی ہین　　کیا خوب بہاگ گا رہی ہین
چلمن کی آڑ مین خوائین　　شاہی حرمین بزیب و تزئین
دنیا کے انتخاب معشوق　　بےمثل اور لاجواب معشوق
مغرب کے سُنہری بال والے　　مشرق کے گلابی گال والے
یورپ کے نیلی آنکھ والے　　پورب کے کٹیلی آنکھ والے
نوخیز کچھ اور کم سنین کچھ　　کچھ پارسنین بہودنین کچھ
دو اک نصرانی لڑکیان بھی　　یونان کی پاک دیویان بھی
دو اک گلزار نیل کے پھول　　گویا باغ خلیل کے پھول
کچھ دیویان اُنمین سائپرس[۱] کی　　پریان کچھ کوہ کاکس کی
جو میٹھی بہار یونیہ دن بھر　　تتلیون کا دیکھتی ہین منظر
وہ کاہکشان کا رنگ اُنکا　　وہ اُنکا پھر پھرانا گویا
کرنون کی سحرکاریان ہین　　پھول اُڑتے ہین تتلیان کہان ہین
چلمن مین ہین اسطرح نمایان　　القصہ یہ تمام پریان
سائپرس اور کاکس کی　　گویا ہین بلبلین قفس کی

[۱] سائپرس۔ مڈیٹرینین سی کے شمالی مشرقی ساحل پر یہ پہاڑی حصہ ملک واقع ہے۔ کوہ کاکس یا قاف کا سلسلہ سائپرس سے ملا ہوا ہے۔ یہانکی پہاڑی عورتین حسن و جمال مین ایسی مشہور ہین کہ یہ حصہ پہاڑ کا پرستان سمجھا جاتا ہے۔ کسی زمانہ مین یہان کی بھگائی ہوئی کمسن لڑکیان عرب کی بازارون مین بہت قیمت پر فروخت ہوتی تھین اور جب خریدنے والے تاجر انکو ہر قسم کی تعلیم و کر خصوصًا موسیقی اور شاعری مین کامل کر کے شاہی دربارون تک پہونچاتے تھے اسوقت اُن کی قیمت لاکھون تک پہونچتی تھی۔

برقع پوش عربن

دربار مین آکے شاہِ ذیہوش — بیٹھا رہا تا بدیر خاموش
دل مین اپنے وہ کہہ رہا تھا — کشمیر کا آج بچّہ بچّا
پیشہ ور اور تمام تجار — شرفائے ہر دیار و امصار
دہلی کے سب وزیر و وزرا — اور آگرہ کے امیر اُمرا
میرے محلات کی خواتین — حاضر ہین سب بزیب و تزئین
ہر شخص خوشی مین اور مزے مین — ہر شخص سرور مین نشے مین
جز نور محل کے۔ آہ او نور — اور اے میری بہشت کی حور
تو وہ کہ تری ہنسی کا انداز — کرتا تھا سب مین تجکو ممتاز
بے تیرے آہ او ستمگار! — ساری دنیا ہے تیرہ و تار
گذرا دن اور ہوگئی شام — تو آئی مگر نہ او دل آرام
ہوتی اسوقت کاش موجود — اور تو گاتی بلحن داؤد
گا گا کر میرا دل لُبھاتی — خود ہنستی اور مجھے ہنساتی
مقبول دعا ہوئی اُسی رات — اور کیون نہو یہ بھی ہے کوئی بات
دنیا کی مراد جس سے بر آئے — وہ آپ ہی نامراد رہجائے
یان شاہ تھا اِس خیال مین اور — وان ہوگیا انتظام فی الفور
جنگل کی کٹی سے ایک پیکر — برقعہ اوڑھے سیاہ یکسر
عربن کی سی وضع بنائے — طنبورہ سا کچھ بغل مین دابے

چھپٹی سوئے شالامار کشمیر — جسطرح کڑی کمان کا تیر
ٹیلو نپر چڑھتی اور اُترتی — سبزہ کو پائمال کرتی
چھپتی ہوئی جھاڑ جھاڑیو نمین — لہراتی ہوئی پہاڑیو نمین
کتراتی نالون اور گڈھونسے — کھیتون سے اور جھونپڑونسے
جلدی جلدی قدم بڑھاتی — مجمع کو چیرتی ہٹاتی
محفل مین آکے ملگئی وہ — موقع کی منتظر رہی وہ

بزم نغمہ و شراب

دربار یہان جما ہوا تھا — اور دورِ شراب چل رہا تھا
بہر تفریح قلب محزون — اچھی شئے ہے شراب گلگون
ہر چند بہت بُری ہے لت یہ — غم تو کر دیتی ہے غلط یہ
پہچانے ہوئے نظر تھا ساقی — آخر اِسی کام پر تھا ساقی
پاتے ہی نگاہ کا اشارہ — اک سانس اک آہ کا اشارہ
حاضر آیا باز و سامان — لادے ہوئے اکل و شرب کے خوان
چاندی سونیکی کشتیو نمین — گنگا جمنی پیالیون مین
پھل اور فواکہات ہر قسم — خوش ذائقہ میوہ جات ہر قسم
کوہستان کاسین کے انگور — پُر مغز۔ بڑے۔ سُنہرے انگور
شیرین شاداب انار کابل — اور سیب خوشگوار کابل
کلکتہ کا لذیذ کیلا — سب میو ونکا جواب اکیلا

یہ پھل جو ملایا کا منگسٹین[1]   شیرین سے بھی زیادہ شیرین
وہ میٹھا شہد سا چھُارا   جس سے مشہور ہے بخارا
میٹھے اخروٹ جبکہ ہون خام   پستے۔ چلغوزہ۔ اور بادام
بصرہ کی کھجورین آلو بالو   خوبانی۔ یعنی زرد آلو
کشمیر کی تازی تازی کشمش   کابل کی خوشگوار شمش
وہ تخمک شمش[2] ملک ایران   خوبانی کہتے ہین جسے یان
خوش ذائقہ لوزا اور مربے   بادام کے سیب کے بہی کے
گلدانون یشب کے برتنونمین   قابون مین اور رکابیون مین
صندل کی کشتیونمین یہ سب   حاضر تھے قرینے سے مرتب
ساتھ اُسکے شرب کا بھی سامان   انگوری اور شراب ریحان
رومی انگریزی اور چینی   شیرازی اور شام پینی
شیشون مین اور صراحیونمین   بلور کے صاف کنٹرون مین
خوشبوئین وہ اُنکی فرحت افزا   وہ اُنکا سنہرا رنگ آہا
کیا لال پری چمک رہی تھی   کیا سُرخ شفق جھلک رہی تھی

[1] منگسٹین (mangosteen) تمام دنیا کے پھلون مین سب سے زیادہ شیرین اور لذیذ میوہ ہے۔ جزیرہ مُلایا اسکی پیداوار جسقدر فخر کرے بجا ہے اسکا ذائقہ اعلٰے قسم کے آم سے کسیقدر ملتا ہوا ہے مگر ظاہری شکل اور رنگ مین آم سے بالکل مختلف ہے۔ نوٹ

[2] تخمک شمش۔ ایران کا ایک خوش ذائقہ میوہ ہے۔ ہرچند یہ ایک قسم کی خوبانی ہے لیکن معمولی خوبانی سے کہین اچھا ہے۔ —نوٹ—

گویا زیلان کا بڑا العل   یعنی وہ آگ کا ڈلا العل
قبلائی خان[1] نے جسکی قیمت   دی تھی اک شہر کی حکومت
گویا اُسی لعل کو گلا کر   ساقی لایا تھا بھر کے کنٹر
بیشک تھی وہ اُسی کی تنویر   کرتی تھی جو ہر نظر کو تسخیر
سب کی نظر اُسطرف لگی تھی   سب کے دلمین یہ جم گئی تھی
یعنی اُس لعل کا یہ خون ہے   کہلاتی اِسی سے لعلگون ہے
القصہ شراب ناب ہر قسم   سامان گزک کباب ہر قسم
مچھلی کے مرغ کے خصی کے   شامی اور کوفتے پسند ے
حلوان کی رانین چند بریان   مرغ بریان۔ پرند بریان
پیتا تھا شاہ گھونٹ پر گھونٹ   انگوری شراب جسکا ہر گھونٹ
جام اطہر کے تھا برابر   لبن و کوثر کے تھا برابر
یعنی غم دہر کھو رہا تھا   اور دل سیراب ہو رہا تھا
معلوم یہ ہوتا تھا کہ ساقی   چھوڑے کا کوئی جگہ نہ باقی
جسمین گم گشتہ دوست[2] کی یاد   آکر ہو دو گھڑی کو آباد

[1] کہاجاتاہے کہ شاہ زیلان کے پاس ایک نہایت بیش قیمت لعل تھا کہ اُسکا مثل نتھا۔ قبلائی خان نے شاہ زیلان کے پاس پیام بھیجا کہ اگر وہ بیمثل لعل تم میرے ہاتھ فروخت کرو تو مین فلان شہر تمکو بطور قیمت دیتا ہون۔ شاہ گیلان نے جواب دیا کہ اگر ساری دنیا کی بادشاہت بھی تم مجکو دیدو تو مین منظور نکرون۔

[2] ارکین اور وزرا کوشش کر رہے تھے کہ جہانگیر کسیطرح خوش ہو اور اُسکے دلسے نورجہان کی بیچین کرنیوالی یاد کسیطرح دور ہو۔ کیونکہ علاوہ اسکے کہ دعوت گل کا لطف جاتا تھا بادشاہ کی اس بدمزگی طبیعت سے ملکی کامون اور نظم ونسق مین خلل پڑنے کا اندیشہ تھا۔ گم گشتہ دوست کا اشارہ نورجہان کی طرف ہے۔

کیسا سیراب کر رہا تھا — کونے کونے کو بھر رہا تھا
اور اپنی نشیلی آنکھ سے شاہ — کرتا تھا جدھر نگاہ ناگاہ
کہتا تھا اپنے دلمین لو اور — محفل ہے شراب مین شرابور
اب ساقی بھی دے رہا تھا ساغر — رک رک کے ٹھہر ٹھہر کے تھم کر
گویا مانندِ پیرِ عارف — ساقی اس سے تھا خوب واقف
کتنی آگ اِس مین مشتعل ہے — کتنے پانی مین طفلِ دل ہے
دختِ رز سے جو ہم بغل تھا — یون شہ کا کِھلا ہوا کنول تھا
جیسے گنگا[1] مین نیلوفر پھول — دل کا ہیکو تھا شگفتہ تر پھول
اس لطف مین شاہ مسکرا کر — اور لب سے جام مے ہٹا کر
جس شے پہ نگاہ ڈالتا تھا — اسمین مئے ناب کا مزا تھا
ہر چیز سے مے ٹپک رہی تھی — اور اُسکو نگاہ چاٹتی تھی
گویا تھی باڑھ پر مئے ناب — ساری محفل تھی مے مین غرقاب
سب کچھ سہی پر یہ سب تھا بے لطف — بے نغمہ و بے طرب تھا بے لطف

[1] ہندؤنکے اعتقاد کے موافق آفرینش انسان نیلوفر کے پھول سے ہوئی اسطرح پر کہ جب خدا کو آدم کا پیدا کرنا منظور ہوا تو سب سے پہلے ایک انڈا پیدا کیا گیا جو ۹۔ چوجگی یعنی بیالیس لاکھ چالیس ہزار سال تک سطح آب پر رہا۔ پھر بحکم خدا وہ انڈا ٹوٹا اور اُس سے سہسر شیر کھا پیدا ہوا جسکے ہزار ہزار سر اور ہزار ہزار بازو تھے۔ سہسر شیر کھا کی ناف سے گل نیلوفر پھولا اور اُس پھول سے سری برہما جی یعنی حضرت آدم پیدا ہوئے بعضون کا خیال ہے کہ گل نیلوفر گنگا مین پھولا تھا۔ واللہ اعلم۔

فوراً ایک مہ جبین گل رُجبین[1] — مہ پارہ و نازنین کم سن
وہ زہر بھری نشیلی آنکھین — وہ نشتر سی کٹیلی آنکھین
رکھے جو لاگ دل جگر سے — اللہ بچائے اُس نظر سے
یک چشم زدن مین صورتِ برق — دریائے جواہرات مین غرق
حاضر آئی بہ ناز و انداز — اور چھیڑ کے وہ ترانۂ ساز
بہر تفریحِ بزمِ تمکین — گائی یہ فارسی کی تضمین

× × × × × × × × × ×

بیا گر خواہشِ خلد برین است — کہ خلد است این مقام و بالیقین است
مسرت ہائے تازہ تازہ اینجا — یکے موجود و دیگر در کمین است
ہمانا صورتِ امواجِ دریا — یکے پیش است و دیگر در پسین است
اگر یک[1] نازنین قطع وفا کرد — دگر قایم مقامش نازنین است

اگر فردوس[2] بر روے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

ہم اینجا آہِ سردِ خوبرویان — پُر از عشق و محبت ہمنشین است
بہ بوے این نکہتِ گل کو شگفتہ — ز شوخیہاے مرغِ انگبین است
ہم این اشک اند آن قطراتِ نیسان — کزان در بحرہا دُرِّ ثمین است

[1] نور محل کیطرف اشارہ اور دوسرے مصرعہ مین اپنی نسبت کنایہ ہے۔

[2] دیوان خاص کے اندرونی سطح دیوار پر زیر کارنس سنگ مرمر پہ سونیکے حرفون مین یہ فارسی شعر لکھا ہوا ہے دیوان خاص شاہ عالم بادشاہ کا بنایا ہوا تھا اور اُسیکے عہد مین یہ کتبہ لکھا گیا ہو گا۔

بهاء بوسه وخنده چه باشد   چو قدرِ اشک و آه اینجا چنین است

اگر فردوس برروئے زمین است

همین است وهمین است وهمین است

خوشا جامِ مئے عشق است لبریز   ملک پروانۂ این انگبین است

همین جام است یا آن چاه بابل   که تسخیر ملائک بر زمین است

هزاران جلوه ها میدار د این چشم   اگر غارت گر ایمان ودین است

بیا در عیش وعشرت کوش شاعرِ   بلے منشاء قدرت هم همین است

اگر فردوس برروئے زمین است

همین است وهمین است وهمین است

گرجن کا نغمۂ خوش آیند   جیسے ہی بزم مین ہوا بند

اور اک آئی پیاری آواز   حورونکی سی رسیلی آواز

اور گونج اُٹھی تمام محفل   حیرت مین تھے مطربانِ کامل

آواز یہ ہے کہ بانسری ہے   آہا کیا صاف بج رہی ہے

ڈوبی ہوئی ہے اثر مین کیسی   چُبھتی ہے دل وجگر مین کیسی

نغمہ وہی تال وسُر وہی ہے   لیکن یہ چیز اور ہی ہے

بچے بوڑھے سکوت مین سب   حیرت مین تھے یہ کیا ہے یارب

دربار مین تان اُڑانے والا   آخر یہ ہے کون گانے والا

دیکھا تو قریب اک سیہ پوش   طنبورہ لئے ہوئے در آغوش

گاتا ہے یہ نغمۂ خوش آیند   برجستہ بند ذیل کا بند

صفائی اور خاتمہ

ازان خوشتر که گفت این شوخ مطرب   بهشتی دیگرست وبالیقین است

اگر دستِ کسی با دستِ دیگر   بهم بسته بیک دستار دین است

وهم از هر دو جانب آتش عشق   فروزان تا بوقت واپسین است

دمے از این حیات عشق خوشتر   ز صد ساله تعیش بالیقین است

اگر فردوس برروئے زمین است

همین است وهمین است وهمین است

یہ شعر نہ تھے کچھ ایسے موزون   مضمون بھی نہ تھا کچھ ایسا مضمون

لیکن جادو بھرے ہوئے تھے   محفل مین سحر کر رہے تھے

بیساختہ ہوکے یکزبان سب   بول اُٹھے پیر اور جوان سب

کیا گا یا خدا گواہ عمربن   کیا کہنے ہین واہ واہ عمربن

سب نے تعریف کی مگر شاہ   اُسکے دل سے تھا کون آگاہ

تصویر کیطرح تھا وہ خاموش   کہتا تھا یہ کون ہے سیہ پوش

تھی لب پہ مہر کون پوچھے   کون اُسکو نظر اُٹھا کے دیکھے

گو کچھ آواز آشنا ہے   یون پوچھ اُٹھنا بھی ناروا ہے

دل مین سوچا کرو تامل   اچھی نہین چھیڑ بے توسل

یہ معاملہ کچھ تو صاف ہوجائے   بہتر ہے کچھ اور یہ ابھی گا کے

یاری نہ زبان نے دی بہرطور   ہاتھون کے اشارے سے کہا اور

× × × × × × × × × × × × × × ×

او تخت نشین او تاج بسران شاہی محلونسے نکل
یہ گھر قابل تیرے نہین ساتھ مرے صحرا کو چل

وحشت خیز پہاڑ ہین لیکن ہنستے ہین وہ پھولونسے
اور وہ پھولونکا سایہ جس مین بیٹھنے کو دل جائے مچل

سادے ہین ریگستان مگر انپر نقش سم غزال
گویا فرش سنگ مرمر ہے اِسی ریگستان کی نقل

چل — یہ عرب لونڈی تیری تنہائی مین تیرے ساتھ رہیگی
اور چمک کر یہ شوخ آہو تیرا دل بہلائین گے چل

آہ یہ لہجہ اور یہ نگاہین صاف پتہ دیتی ہین مجھے
تونے ڈھونڈھ لیا ہے کوئی میرا مقابل میرا بدل

چل گر تیرے دلمین نہین ہے اور کسیکا شعلۂ عشق
اور نہ کوئی یاد کہ ڈالے آکے میری خلوت مین خلل

چل گر تجکو مجھسے وہی ہے عشق جو مجکو تجھسے ہے
ایسی صاف محبت دلمین جسطرح ہے تال مین جل

لیکن گر تو میرے لیے چھوڑے کسی محبوبہ کو
اور مٹا کر نقش و نگار خانہ دل کو کرے کھنڈہل

تو آہ ایسے اُجڑے گھر کو میرا اسلام اے تخت نشین
اِس سے تو یہ بہتر ہے گر مین بیچین اور بیکل

سطح برف پہ دریا کے شب کو بنالون گھر اپنا
اور شعاع شمس کی حدت سے وہ سحر کو جائے پگھل

× × × × × × × ×

اس نغمہ مین کچھ عجب اثر تھا
جادو سے بھی زیادہ تر تھا

گویا اک ہوشیارہ عامل
تھا کیلتا بادشاہ کا دِل

گا گا کر سحر کر رہا تھا
شیشہ مین پری اُتار تا تھا

ہر تال پہ اُسکا نغمۂ مست
ہوتا تھا دلمین شہ کے پیوست

کچھ برچھیان دلمین گڑ رہی تھین
کچھ چوٹین جگر پہ پڑ رہی تھین

اور شہ کا یہ حال تھا کہ ہر بار
چونک اُٹھتا تھا زد پہ ہوکے ہوشیار

اُمرا و زرا سمجھ گئے تھے
اس برقع مین کون دلربا ہے

کیا تاب بھلا تھی دوسرے کی
کہتا جو یون تپے تپے کی

حیران تھی دم بخود تھی محفل
تھی بزم سکوت ساری محفل

تھیٹر کا ڈراپ سین پروہ
آہستہ آہستہ اُٹھ رہا تھا

جب صاف نظر جمال آیا
بھولے ہوے کا خیال آیا

شہ ہاتھ مین جام مے لیئے تھا
پینے کے قصد سے لیئے تھا

اتنا بے اختیار ہوا وہ
مے لب سے ہٹا کے رک گیا وہ

اور ترچھی نظر سے داہنی سمت
دیکھا کیا غور سے اُسی سمت

یکبار اُٹھکر پٹک کے ساغر
بول اُٹھا اُسکا نام لے کر

"آہ نور محل — ارے یہ تو ہے"
مین بھی کہون کون خوشگلو ہے"

یہ نغمۂ گل ہی کیون نہ گایا   ناحق طول اس قدر بڑھایا
کرتا مین تجھے معاف اُسیوقت   کرلیتا دل اپنا صاف اُسیوقت
جب بھی تیرا ہی تھا وہ نخچیر   اب بھی تیرا ہی ہے جہانگیر
وہ تجھسے خفا ہو غیر ممکن   تو اُس سے جدا ہو غیر ممکن
برقع کو پھینک کر بڑھی وہ   اور سینہ سے شہ کے لگ گئی وہ
دونون کے صاف ہوگئے دل   گویا کبھی میلے ہی نہ تھے دل
وہ سینہ سے شاہ کے لگی تھی   اور چپکے چپکے کہہ رہی تھی
جب دیکھونگی اب سے صورتِ گل   آجائیگی یاد دعوتِ گل

بھولے گی کبھی نہ اے شہنشاہ
اچھی دعوت کی واہ واہ واہ

یہ نغمہ کل ہی کیون نہ گایا ناحق طول اس قدر بڑھایا
کرتا مین تجھے معاف اُسیوقت کرلیتا دل اپنا صاف اُسیوقت
جب بھی تیرا ہی تھا وہ نخچیر اب بھی تیرا ہی ہے جہانگیر
وہ تجھسے خفا ہو غیر ممکن تو اُس سے جدا ہو غیر ممکن
برقع کو پھینک کر بڑھی وہ اور سینہ سے شہ کے لگ گئی وہ
دونون کے صاف ہوگئے دل گویا کبھی میلے ہی نہ تھے دل
وہ سینہ سے شاہ کے لگی تھی اور چپکے چپکے کہہ رہی تھی
جب دیکھونگی اب سے صوتِ گل آجائیگی یادِ دعوتِ گل
بھولے گی کبھی نہ اے شہنشاہ
اچھی دعوت کی واہ واہ واہ

: ۱۵۱ موضوع: ادب
کتاب: لائیت آف حرم یعنی لالہ رخ
مؤلف: سرتامس . ترجمہ: منشی نادر علیخان
اردو قطع: ۲۳×۱۴ تعداد صفحات: ۴۶
نه: نولکشور سال طبع: ۱۹۱۰ محل طبع: لکھنؤ

٨٩١
١٤٣
٩١٢
م
٨٣٢
م
١٩١٠